مہدی معاویہ

ضیغم احرار شیخ حسام الدین رحمہ اللہ

مجلس احرارِ اسلام کے قائدین کی صف اوّل میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے بعد ایک اہم نام آتا ہے------- اور وہ نام ہے شیخ حسام الدینؒ۔ کشمیری خاندان سے تعلق رکھنے والے جرأت و حمیت، غیرت و خودداری کے پیکر جلیل، شیخ حسام الدینؒ یکم جون 1897ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید کی تعلیم محلہ کی مسجد سے حاصل کی۔ اس کے بعد سکول و کالج سے تعلیمی منازل طے کرتے کرتے خالصہ کالج امرتسر پہنچے، جہاں سے بی اے کا امتحان پاس کیا۔ امرتسر کے باوقار اور متمول خاندان سے تعلق تھا۔ معاشی آسودگی حاصل تھی۔ آپ کے والد بزرگوار شیخ عزیزالدین مرحوم یوپی کی ریاست پیاگ پور میں ایک عرصہ بطور وزیر مقرر رہے۔

شیخ صاحب نے کالج کے زمانہ سے ہی سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ اپنے متعلق ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔

"یہ میرے زمانۂ تعلیم کی بات ہے کہ ایک طرف تو ہندوستان کے عوام میں احساس آزادی کی آگ بھڑک رہی تھی اور دوسری جانب انگریز ہندوستان پر اپنی گرفت زیادہ سے زیادہ مضبوط کرنے کی جدوجہد میں مصروف تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حصول آزادی کی تحریک ہر مکتب خیال کے لوگوں کیلئے اپنے اندر بڑی کشش رکھتی تھی۔ خاص طور پر ملک کا نوجوان طبقہ تو ان تحریکوں کے اثرات قبول کرنے کیلئے ہمہ وقت طیار رہا کرتا تھا۔ سیاسی بیداری کے اس موسم میں بیشتر مقرروں اور گھاگ قسم کے واعظوں نے اپنی دکانیں خوب چمکا رکھی تھی۔ اس طبقہ کے بہت سے لوگ دراصل اقتدار کے ہاتھوں میں کھلونے بنے ہوئے تھے۔

مجھے سیاسی اُونچ نیچ کا کچھ زیادہ شعور نہ تھا۔ تاہم حالات نے ایک ایسے اضطراب سے ضرور آشنا کر دیا تھا کہ جسے آگے چل کر نصب العین کی اساس بننا تھا" (غبار کارواں)

یہ وہ دور تھا جب انگریز کی بغاوت ہر محب وطن اور غیور نوجوان کا نعرہ تھا۔ تب فرنگی سامراج کے خلاف جذبات انگڑائیاں لے رہے تھے۔ اور نئے سرے سے صف آرائیاں ہو رہی تھیں۔ غلام قوم کے دل و دماغ میں آزادی کا صور پھونکنے کیلئے مولانا ابو الکلام آزاد، مولانا عبید اللہ سندھی، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، علامہ محمد اقبال، چودھری افضل حق اور دیگر زعمائے ملت میدان عمل میں موجود تھے۔ ان بندگان باصفا نے فرنگی اقتدار کو للکارا، قوم کے اندر روح عمل پھونک دی اور انگریز کے خلاف عام بغاوت کا ماحول پیدا کر دیا۔ ان حالات میں شیخ حسام الدین جیسے غیور و جسور نوجوان کیسے پیچھے رہ سکتے تھے۔ وہ بھی اس قافلہ آزادی میں آ شامل ہوئے۔

وطن کی آزادی کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں اور مصائب و آلام برداشت کیلئے جیل کی کال کوٹھریوں کو خندہ پیشانی سے قبول کیا۔

شروع میں کانگریس کے ہمنوا رہے۔ تحریک خلافت میں مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کے ہمراہ بھرپور کام کیا۔ مگر کچھ عرصہ بعد جب تحریک خلافت اپنوں بیگانوں کی سازش سے ختم ہو گئی اور دوسری طرف

کانگریس کی طرف سے مسلمانوں کے متعلق امتیازی سلوک ہونے لگا تو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، شیخ حسام الدین، چودھری افضل حق، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، ماسٹر تاج الدین انصاری، مولانا ظفر علی خان، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی اور غازی عبدالرحمن جیسے حضرات نے مل کر 1929ء میں مجلس احرار اسلام کے نام سے ایک نئی جماعت کی بنیاد رکھی۔ مجلس احرار کا پہلا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا۔

شیخ صاحب نے اپنے دیگر رفقا کے ہمراہ مسلسل جدوجہد، شبانہ روز محنت سے پورے ملک میں مجلس احرار اسلام کی شاخوں کا جال پھیلا دیا۔ احرار کے پلیٹ فارم سے فرنگی ظلم و جبر کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ عوام میں انقلاب کی لہر دوڑائی۔ اس موقع پر شیخ صاحب کا زور خطابت عروج پر تھا۔ خطاب کرتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے توپوں کے دہانے کھل کھل گئے ہوں۔ اکابر احرار کی پر جوش اور شعلہ بار خطابت کا نتیجہ تھا کہ انگریز کے ایوانوں میں زلزلہ بپا ہو گیا، احرار رضاکاروں پر تشدد، قید و بند اور ابتلاء و آزمائش کا ایک نیا دور شروع ہو گیا۔

مجلس احرار اسلام نے جب 1939ء میں تحریک فوجی بھرتی بائیکاٹ چلائی تو صدر مجلس احرار اسلام ہند کی حیثیت سے پورے ملک کا طوفانی دورہ کیا، اور باغیانہ تقریروں کے جرم میں اڑھائی سال کے لئے پابند سلاسل ہو گئے۔ شورش کاشمیری مرحوم کے بقول:

ہم نے اس وقت سیاست میں قدم رکھا تھا
جب سیاست کا صلہ آہنی زنجیریں تھیں
بے گناہوں کا لہو عام تھا بازاروں میں
خونِ احرار میں ڈوبی ہوئی شمشیریں تھیں

تب آزادیٔ وطن کی خاطر جنگ کرنے والوں کے لئے، پھانسی کے پھندے تھے یا عمر قید کی سزائیں۔

مجلس احرار اسلام نے صرف آزادی کی خاطر جنگ نہیں لڑی بلکہ اسلام دشمن عناصر اور باطل فرقوں کے خلاف بھرپور مزاحمت کی۔ قادیانیت کا فتنہ کھڑا ہوا تو اس کے خلاف پوری قوت سے ٹکر لی۔ یہ فتنہ بھی انگریز کا ہی پیدا کردہ تھا تاکہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی ملی وحدت کو ختم کر کے انہیں مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جائے اور اپنے اقتدار کو دوام بخشا جائے۔ مگر احرار نے قادیانیت کا سدِ باب کیا اور انہیں اپنے فکر و عزائم میں ناکام بنایا ------۔ پاکستان بن جانے کے بعد جب مسلم لیگ کی سیکولر قیادت کی طرف سے اسلامی مملکت کا پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی کو بنایا گیا اور اس نے اپنے منصب سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے جگہ جگہ قادیانیت کا جال پھیلانا شروع کیا اور ارتداد کو عام کرنے کے لئے اقتدار پر قبضہ کی کوشش کی تو 1953ء میں احرار نے تحفظ ختم نبوت کیلئے زبردست تحریک چلائی۔ تب بھی شیخ صاحب مرحوم و مغفور نے اپنے بڑھاپے کے باوجود پورے ملک میں اس تحریک کو منظم کیا۔ دیگر دینی جماعتوں کو احرار کے پلیٹ فارم پر جمع کر کے تحریک کو کامیاب بنایا 1953ء کی اس تحریک میں ہزاروں مسلمان شہید ہوئے اور سینکڑوں گرفتار ہوئے۔ تحریک کی پوری قیادت کو گرفتار کر لیا گیا۔ جن میں شیخ حسام الدینؒ بھی شامل تھے۔ شیخ حسام الدین آل انڈیا ٹرانسپورٹ فیڈریشن کے صدر بھی رہے۔ تحریک تحفظ ختم نبوت کے آغاز کے دنوں میں وہ فیڈریشن کے ایک وفد کے ہمراہ ہندوستان کے دورہ پر تھے۔ تحریک کے

مخالفین نے پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ شیخ حسام الدین ہندوستان سے تحریک کیلئے رقم لینے گئے ہیں۔ شیخ صاحب کو پتہ چلا تو فوراً دورہ مختصر کر کے واہگہ سرحد پہنچ گئے اور پولیس اہل کاروں سے کہا کہ میں گھر نہیں جانا چاہتا۔ مجھے گرفتار کر کے جیل بھیج دیا جائے اور میرا سامان بھی دیکھ لیں کہ کتنے روپے لایا ہوں۔ یوں آپ خود گرفتار ہو کر جیل میں اپنے رفقاء سے جا ملے اور الزام لگانے والے اپنا سا منہ لیکر رہ گئے۔ مجلس احرار اسلام کو تحریک تحفظ ختم نبوت کے نتیجے میں خلاف قانون قرار دیدیا گیا۔ حالات کے تھپیڑوں نے شیخ صاحب کو عوامی لیگ میں جانے پر مجبور کر دیا مگر جلد ہی واپس آ گئے۔ آغا شورش کاشمیری کی روایت ہے:۔

"شیخ حسام الدین حسین شہید سہروردی کے ساتھ عوامی لیگ میں شامل ہو گئے۔ ایک دن سہروردی صاحب نے ان سے کہا۔۔۔۔۔ شیخ صاحب! سکندر مرزا (صدر مملکت) کو مجلس احرار کے بارے میں غلط فہمی ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ اس کا ذہن صاف ہو جائے۔ لیکن آپ کی اس سے ملاقات مفید ہو گی غرض شیخ صاحب اور ماسٹر تاج الدین انصاری، سکندر مرزا سے ملاقات کیلئے گورنمنٹ ہاؤس لاہور گئے۔ سکندر مرزا، اپنے صدارتی جاہ و جلال کے ساتھ برآمد ہوا اور شاہانہ بے نیازی کے ساتھ فروکش ہو گیا۔ ڈاکٹر خان صاحب وزیر اعلیٰ مغربی پاکستان ہمراہ تھے۔ سہروردی نے مرزا سے کہا "دونوں احرار رہنما شیخ صاحب اور ماسٹر جی آئے ہیں۔

مرزا نے حقارت سے جواب دیا

احرار؟ پاکستان کے غدار ہیں۔

ماسٹر جی ٹھنڈی طبیعت کے مالک، کہنے لگے غدار ہیں تو پھانسی پر کھنچوا دیجئے، لیکن الزام کا ثبوت ہونا چاہیئے۔

اسکندر مرزا نے اسی رعونت سے جواب دیا!

"بس میں نے کہہ دیا ہے کہ احرار غدار ہیں"

ماسٹر جی نے تحمل کا رشتہ نہ چھوڑا، لیکن مرزا نے سرکش گھوڑے کی طرح پٹھے پر ہاتھ ہی نہ دھرنے دیا۔

وہی رٹا رٹایا

شیخ صاحب نے غصہ میں کروٹ لی، مرزا سے پوچھا کیا کہا آپ نے؟

میں نے؟

جی ہاں!

"احرار، پاکستان کے غدار ہیں" مرزا نے مٹھی بھینچتے ہوئے کہا۔

شیخ صاحب کہاں رکتے، گورنمنٹ ہاؤسٹ، گورنر موجود، وزیر اعلیٰ موجود، وزیر اعظم موجود، صدر مملکت کی بارگاہ! فوراً جواب دیا۔۔۔۔۔ "احرار غدار ہیں کہ نہیں، اس کا فیصلہ ابھی تاریخ کرے گی۔ لیکن تمہارا فیصلہ تاریخ کر چکی ہے کہ تم غدار ابن غدار ہو،" ڈاکٹر خان نے شیخ صاحب کو آغوش میں لے لیا اور سکندر مرزا سے پشتو میں کہا" میں نے تمہیں پہلے کہا تھا کہ ان لوگوں سے شریفانہ لہجہ میں بولنا، یہ بڑے بے ڈھب کے لوگ ہیں۔ ظاہر ہے کہ بلی ایک ہی جھٹکے میں سپر انداز ہو جاتی ہے۔ یکایک اس کا لب و لہجہ بدل گیا"

شیخ صاحب سیاست کے دھنی، شعر و ادب کے دلدادہ، اور خطابت کے امام تھے۔ ان کی آواز میں گرج اور

بقیہ ص ۳۶ پر